Regd No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم سہ شنبہ — فی پرچہ ۱۰

یکم شوال ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰/۶ | ۲۴ ماہ احسان ۱۳۳۱ ہش | ۲۴ جون ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۴۹

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق
اطلاع

لاہور ۲۳ جون:۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

۲۱ جون:۔ بوجہ گرمی کے ضعف بہت ہو گیا ہے۔ اور پیٹ میں نفخ اور درد کی تکلیف ہے۔

۲۲ جون:۔ سر میں درد ہے۔

احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

سچی توبہ کا دن جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تقریر ہے۔ جو آپ نے ۲۸ اگست ۱۹۰۲ء کو ایک بڑے مجمع میں فرمائی۔

سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں۔ کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔ یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا۔ اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی۔ اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اسی دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے۔ اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں۔ اور نہ اس کی تلاش ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی۔ یا وہ اس کی پروا کرتے۔ تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا۔ اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے؟ جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن **انسان کی توبہ کا دن ہے** جو ان سب سے بہتر ہے۔ اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دن وہ بداعمالنامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے۔ اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھویا جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے بدی اور غضب الٰہی سے نجات دے دے توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا۔ اور جہنم اور عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطہرین ۲/۱۲ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے اس آیت میں نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ **توبہ کرنے والوں کو محبوب بنا لیتا ہے** بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ **حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی** اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان بد کرتوتوں سے توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جائے گا۔ اور اس طرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید بھی نہ رہی تھی۔

تم خود قیاس کر سکتے ہو۔ کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے۔ وہ اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں اگر اپنے مقصود کو پا لے۔ تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہوگی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے احادیث اور کتب سابقہ میں سے یہی پتہ لگتا ہے۔ کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکل کر توبہ کے ذریعہ سے نئی زندگی پاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے بھلا کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہو اور ہلاکت اور موت ہر طرح اس کے قریب ہو۔ عذاب الٰہی اس کے کھا جانے کے لئے تیار ہو۔ کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو اس بعد اور ہجر کا موجب تھیں توبہ کر کے خدا تعالیٰ کی طرف آ جائے۔ وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے۔ اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو۔ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اس کے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہوئی ہے۔ تو پھر بھی وہ توبہ کر کے امن میں داخل ہو۔

پس یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے۔ اور سب ایام سے افضل ہے۔ کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے۔ اور اسی لحاظ سے یہ دن جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا یوم توبہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور وہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے نیچے آ گیا ہے۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اس کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جائے۔ اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو۔ بلکہ عمل کے نیچے آ جائے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ کہ کسی کے گناہ بخش دیئے جائیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔

دیکھو اگر انسانوں میں کوئی کسی کا ذرا سا قصور اور خطا کرے۔ تو بعض اوقات اس کا کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے۔ وہ شخص نسلاً بعد نسل تلاش حریف میں رہتا ہے۔ کہ کوئی موقعہ ملے تو بدلہ لیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم و کریم ہے۔ انسان کی طرح سخت دل نہیں۔ جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی نسلوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ رحیم و کریم خدا ستر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے۔ کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ نہیں وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رساں اور نفع بخش ہے۔ اور اس کو وہ لوگ خوب محسوس کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو۔"

رتن باغ میں اجتماعی دعا
احباب جماعت کثیر التعداد میں شریک ہوئے

لاہور ۲۳ جون:۔ آج بعد نماز عصر رتن باغ میں اختتام درس القرآن و دعا کا اہتمام کیا گیا حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور نے قرآن کریم کی آخری دو سورتوں کا درس دیا آپ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ لطیف تفسیر بیان فرمائی۔ بعد ازاں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے نہایت خشوع و خضوع اور سوز و گداز سے لمبی دعا کرائی۔ سینکڑوں کی تعداد میں مرد و عورتیں اس میں شامل ہوئے بعد ازاں افطاری کروائی گئی۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ہر نئے چاند میں انسان کیلئے ایک سبق مضمر ہے

انسان کو چاہیئے کہ نئے چاند کو دیکھ کر اپنی عمرِ رفتہ پر نظر ڈالے اور اصلاح احوال کی فکر کرے

المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عید الفطر

رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے۔ اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آج کل تو دن چھوٹے ہیں۔ سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گذرا۔ مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔۔۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے۔ ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ۔ برف مزہ دار شربت موجود ہیں۔ مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ مولا کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے۔ بھوک لگتی ہے۔ ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ۔ پلاؤ۔ قلیہ۔ قورمہ۔ فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارے سے طیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔۔۔۔۔ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا۔ اس کی عدول حکمی ہوگی۔ ان باتوں سے روزہ کی حقیقت عیاں ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولا کی رضا کیلئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا۔ تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جائے ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک نیت ترک کرتا ہے۔ جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولا کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔ تقویٰ کیلئے ایک جزو ایمان یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال مت کھایا کرو۔

حرام خوری کے اقسام

حرام خوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے۔ مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے۔ اسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اسی طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اُسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اُسے پسند کریگا۔ ہرگز نہیں۔ جب وہ اس دھوکا کو اپنے خریدار کیلئے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اس کے کاروبار میں ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت۔ دھوکہ۔ فریب) سے اس سے لینا چاہتا ہے تو یہ مال بھی مال بالباطل ہوگا۔ ایک طبیب ہے۔ اس کے پاس مریض آتا ہے اور محنت اور مشقت سے جو اس نے کمائی کی ہے اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار سے وہ دوا خریدتا ہے۔ تو اگر طبیب اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لئے اس کا دل نہیں تڑپتا اور عطار عمدہ دوا نہیں دیتا اور جو کچھ اسے نقد مل گیا اسے غنیمت خیال کرتا ہے یا پرانی دوائیں دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہو گئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانے والے ہیں۔ غرضیکہ سب پیشہ ور حتیٰ کہ چوڑھے چمار بھی سوچیں کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ ان کی ضرورتوں میں ان کو دھوکا دیا جائے اگر وہ پسند نہیں کرتے تو پھر وہ دوسرے کے ساتھ خود ہی ناجائز حرکت کیوں کرتے ہیں۔ روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام بری عادتوں اور خیالوں سے انسان کو روکتی ہے اور تقویٰ حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی خوشی کو ہمیشہ مدنظر رکھ کر مال لیوے اور اسی کے مطابق اسے شے دیوے۔

قرب الٰہی کا حصول

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا تعالیٰ کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا تعالیٰ بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان۔ اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

جب صحابہؓ نے دیکھا کہ ایک ماہ رمضان کی یہ عظمت اور شان ہے اور اس میں قرب الٰہی کے حصول کے بڑے ذرائع موجود ہیں تو ان کے دل میں خیال گذرا کہ ممکن ہے کہ دوسرے چاندوں (مہینوں) میں بھی کوئی ایسے ہی اسرار مخفیہ اور قرب الٰہی کے ذرائع موجود ہوں۔ وہ معلوم ہو جائیں اور ہر ایک ماہ کے الگ الگ احکام کا علم ہو جائے اس لئے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دوسرے چاندوں کے احکام اور عبادات خاصہ بھی بتا دئیے جائیں۔

ہلال اور قمر کا تفاوت

یہاں لفظ الاھلۃ کا استعمال ہوا ہے جو کہ ہلال کی جمع ہے بعض کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسری کے چاند کو اور بعض کے نزدیک ساتویں کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے

مہدی کی علامت

احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ ان چاند کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر کی ہیں۔ اس سے کم زیادہ نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی سورج گرہن کے لئے بھی ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخ قمری کی مقرر ہے غرضیکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں میں گرہن سے مہدی کی علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تحریف کر کے وہاں قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈال دیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے

ہر نئے چاند کی حکمت

صحابہ کرام کے اس سوال پر کہ اور چاندوں کے برکات و انوار سے ان کو اطلاع دی جائے۔ اللہ جلشانہ نے یہ جواب دیا قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یعنی جیسے ماہ رمضان تقویٰ سکھانے کی ایک شے ہے ویسے ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کیلئے ہی آتا ہے انسان کو چاہیئے کہ نئے چاند کو دیکھ کر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آئندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں۔ پس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجا لانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اس کا وزن کم ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کے تاجر کو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی حفاظت کا وہ خاص انتظام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے جو برف کی مثال ہے کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے۔ اور اس کا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے۔ ۶۳-۶۴-۶۵ سال جب گذر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو وہ گویا سب کے سب گھاٹے میں گئے کہ ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے تم انکو دفن کر کے آتے ہو۔ اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کی شناخت کرنے کی ہے اور نیا چاند تمہیں سمجھاتا ہے کہ وقت گذر گیا ہے اور تھوڑا باقی رہ گیا ہے اب بھی کچھ کر لو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے کا ایک رواج ہو گیا ہے۔ ورنہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ایک لفظ ہی کافی ہے۔ کسی نے اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے ؎

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روز انہ موت کے نظاروں سے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے اور تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے ملنا چاہو اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو۔ مطالعہ کرو اور خوب غور کرو کہ بچہ سے لیکر جوان اور بوڑھے تک بھیڑ بکری۔ اونٹ وغیرہ جسقدر جاندار چیزیں ہیں سب مرتے ہیں اور تم نے بھی ایک دن مرنا ہے پس وہ کیا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے صحابہ کرام وقت کی کیسی قدر کرتے تھے کہ جب انکو ماہ رمضان کے فضائل معلوم ہوئے تو معاً دوسرے مہینوں کیلئے سوال کیا کہ قرب الٰہی کے اگر اور ذرائع بھی ہوں تو معلوم ہو جائیں

روح کا علاج

:- میرے پاس بیمار آتے ہیں انکی اور اپنی حالت پر حیران ہوا کرتا ہوں کہ جب جسم کے آرام

(باقی صفحہ ۵ پر)

درخواست دعا:- میری ہمشیرہ عرصہ ڈیڑھ سال سے دماغی عارضہ میں مبتلا ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب مریضہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار نذیر احمد راجووری رتن باغ لاہور

ہمیں خوشی اس وقت ہوگی جب اسلام اکناف عالم میں پھیل جائیگا

جب تک اسلام کو پوری طاقت اور قوت حاصل نہیں ہوتی ہمارے لئے کوئی خوشی پوری خوشی نہیں کہلا سکتی

عید کی غرض و غایت اور اسکی اہمیت پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا پر معارف خطبہ

آج خوشی کی کیا بات ہے کہ مسلمان خوش ہیں۔ اس کا جواب عام لوگ بجز اس کے اور کچھ نہیں دے سکتے۔ کہ آج عید ہے۔ لیکن وہ لوگ جو حقیقتاً شریعت کے منشاء کو جانتے ہیں۔ وہ اس کا یہ جواب دیں گے کہ آج مسلمان اپنے خدا کے حضور چونکہ اس بات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ انہوں نے مہینہ بھر اس کے حضور کامل طور پر اپنی عبودیت کا اقرار کیا ہے۔ پس آج کی خوشی کسی دنیاوی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس لئے خوشی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے آقا کے حضور جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا۔ اور بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ میں انہوں نے بعض جائز باتوں کو بھی اس کی رضا کے لئے ترک کیا

رونے کا مقام

لیکن وہ شخص جو بلا عذر روزوں میں دن کو کھاتا پیتا اور نفسانی خواہشات کو پورا کرتا رہا۔ خدا کے حکم بلا وجہ ٹلاتا رہا۔ اس نے تو اپنی جان پر ظلم کیا۔ اس کے لئے آج خوش ہونے کا کوئی موقعہ نہیں۔ بلکہ اسے تو آج ماتم کرنا چاہیئے۔ پھر جس نے اپنے اندر رمضان کا مہینہ پانے کے باوجود کوئی تبدیلی نہیں کی۔ کوئی عبودیت کا اقرار نہیں کیا۔ کوئی خدا سے صلح کرنے کی تیاری نہیں کی۔ کہ جس سے وہ خدا کے فضل کا جاذب ہوتا۔ اس کے لئے بھی خوش ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس کے لئے رنج کا موقعہ ہے۔ اس کے لئے کسی راحت کا وقت نہیں۔ بلکہ اسے دکھ درپیش ہے۔ وہ کیوں ہنستا ہے۔ اگر اس نے روحانی تبدیلی نہیں کی۔ خدا کا عہد پورا نہیں کیا۔ اور روحانیت کی طرف کوئی ترقی کا قدم نہیں اٹھایا۔ تو کیا اس کو خوش ہونا چاہیئے؟ ہرگز نہیں۔ اسے تو رونا چاہیئے۔

عید ایسے دن کو کہتے ہیں۔ جو بار بار آئے۔ اور جس کے بار بار آنے کی خواہش کی جائے۔ مگر کیا وہ شخص جس کے گھر میں ماتم ہو۔ وہ کبھی یا خواہش رکھتا ہے۔ کہ ایسا موقع میرے لئے روز روز آئے۔ یا وہ جس کو تجارت میں گھاٹا پڑے۔ یا جس کا مال چور لے گئے ہوں۔ خوش ہو کر کہتا ہے۔ کہ میرے لئے یہ موقعہ بار بار آئے۔ یا کسی کا گھر گر جائے۔ یا کوئی اور نقصان ہو جائے۔ تو کیا وہ خدا سے دعائیں کرے گا۔ کہ یہ دن پھر بھی آئے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے رمضان میں روحانی ترقی نہیں کی۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کی۔ خدا سے صلح نہیں کی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور عہد شکنی کر کے گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ وہ کیسے کہہ سکتا ہے۔ کہ اس پر یہ دن لوٹ کر آئے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے گا۔ تو کیا اس کے یہ معنے نہیں ہوں گے۔ کہ وہ چاہتا ہے۔ کہ ایسا دن مجھ پر بار بار آئے۔ جس میں عہد شکنی اور نافرمانی کر کے خدا سے دور ہی دور ہوتا جاؤں کوئی عقلمند تو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ایسی حالت جس میں اس نے خدا سے کوئی تعلق نہیں پیدا کیا۔ دین کی کوئی خدمت نہیں کی۔ روحانی اصلاح نہیں کی۔ اس پر لوٹ کر آئے۔ تا پھر وہ اسی طرح کرے۔ لیکن جو شخص ایسی حالت کے باوجود عید کے دن خوش ہوتا اور خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ وہ گویا اپنے لئے بد دعا کرتا ہے۔ کہ میری ایسی ہی بری اور بدتر حالت رہے۔

خوشی منانے کے اصل مستحق

لیکن جس نے واقعہ میں رمضان میں اپنے اندر کوئی اچھا تغیر پیدا کیا ہے۔ خدا سے صلح کی ہے۔ خدا کی عبادت کی ہے۔ اس کے لئے عید ہے۔ اور وہ جس قدر بھی خوش ہو۔ اس کا حق ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ وہ شخص جسے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خطاب ملتا ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے۔ اس کے عزیز و اقارب خوش ہوتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ شخص جسے خدا خطاب دیتا ہے۔ جس کو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ خوش نہ ہو۔ اسے تو بہت زیادہ خوش ہونا چاہیئے۔ بہت سی عیدیں منانا چاہیئے۔ ہاں جس نے ایک ذرہ بھی قرب حاصل نہیں کیا۔ اس کے لئے عید نہیں۔ جس نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا۔ اس کے لئے بھی عید نہیں۔ اس نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اپنے مال کو بے وجہ خرچ کیا۔ اس کا عید منانا پاگلوں کا سا کام ہے۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسا کہ ایک ماتم کے وقت یہ کہنے والے کی کہ خدایا یہ دن پھر لائے۔

پس خوب یاد رکھو۔ کہ یہ دن کوئی دنیاوی خوشی کا دن نہیں۔ آج خوشی منانے کے وہی لوگ مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی ہے۔ خواہ وہ تبدیلی تھوڑی ہو یا بہت۔ مگر پہلے کی نسبت کچھ نہ کچھ اصلاح کی ہے خواہ وہ کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔

عید کا اسلامی مفہوم

اسلامی عیدیں کیا ہیں۔ ایک جانی قربانی کے بعد ہوتی ہے۔ کہ مہینہ بھر تمام حلال چیزوں کو دن میں ترک کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے بعد شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ کہ خدایا تیرا شکر ہے۔ کہ ہم تیرے اس حکم کو بجا لا سکے۔ دوسری عید مالی قربانی کی ہے۔ اس پر مال قربان کیا جاتا ہے۔

اسلام کسی ایسی عید کا قائل نہیں۔ جس کے ساتھ کچھ قربانی نہ ہو۔ اور وہ قربانی محض خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو۔ اسلام تو عید اسی کو کہتا ہے۔ کہ خدا کی راہ میں مال و جان جو کچھ بھی ہو۔ قربان کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد خوشی منائی جائے۔

پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اسی قربانی کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک چیز کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور کسی چیز کو بھی خدا کے دین کے مقابلہ میں عزیز نہ رکھیں۔ ان کے لئے وہی خوشی کا موقع ہوگا۔ جبکہ ان میں یہ طاقت اور ہمت پیدا ہو جائے گی۔ کہ وہ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ صرف کرنے کے لئے تیار رہیں۔ رمضان کا مہینہ ان کو یہی سبق دینے آیا تھا۔ پس وہ اس سے یہ سبق لیں۔

مومن کی عید

خدا تعالیٰ مومن کی نسبت فرماتا ہے۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم۔ پس آؤ ہم اللہ سے ہی سودا کریں۔ کہ اپنا جان و مال اس کے حضور میں پیش کر دیں۔ جنت کے بدلے۔ پھر وہ جس طرح چاہے۔ ہماری جانوں اور مالوں کو صرف کرے۔ ہمارا یہ کام ہو کہ خدا کی راہ میں جان مال سب کچھ پیش کر دیں۔ اور ان کے دینے میں کوئی عذر نہ ہو۔ پس جب ہم خدا سے یہ بیع کر لیں گے۔ اور یہ عہد نامہ پختہ ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ تم نے بہت اچھا سودا کیا ہے۔ دنیا میں لوگ بہت سے سودے فائدہ اور نفع کی خاطر کرتے ہیں۔ مگر ان کا فائدہ یقینی نہیں ہوتا۔ مگر خدا کہتا ہے۔ کہ جب تم مجھ سے بیع کر لو گے۔ تو تمہارا نفع یقینی ہے۔ وذالک ھو الفوز العظیم یاد رکھو یہ بڑی کامیابی اور اس سودے میں بڑا نفع ہے۔ پس مومن کی تو یہ عید ہے۔ کہ وہ خدا کی راہ میں جان لڑا دے۔ مال پانی کی طرح بہا دے۔ جب وہ اس بیع کو پورا کرتا ہے۔ تو اس کو خوش ہو جانا چاہیئے کیونکہ حقیقی عید اسی شخص کی ہے۔ جس نے خدا سے بیع کی۔ اور اس کے حضور اپنا سب کچھ ڈال دیا.........

... آج اسلام پر جو مصیبت کا زمانہ ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں دشمن ہر طرف سے اس پر حملہ آور ہیں اسلام پر اس سے بڑھ کر خطرناک وقت کوئی نہیں گزرا۔ شیطان اپنی ساری فوجوں کو لے کر آیا ہے اور اسلام کی حالت اس وقت ایک ایسے دودھ پیتے بچے کی مانند ہے۔ جو جنگل میں پڑا ہو۔ اور اس پر چاروں طرف سے درندے حملہ آور ہوں۔

آج حقیقی مسلم کیلئے خوشی کا دن نہیں۔ نادان بیشک خوش ہو سکتا ہے۔ مگر وہ جو جانتا ہے۔ کہ اسلام کی کیا حالت ہے وہ کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔ اس کی خوشی اسی میں ہے۔ کہ اس کا سب کچھ اس راہ میں نثار ہو جائے پس جس نے اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کیا۔ اس کو خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کیا اگر کسی کا بچہ بستر مرگ پر پڑا ہو۔ اور وہ اس کے علاج میں کچھ نہ خرچ کرے۔ تو اسے خوشی حاصل ہو سکے گی۔ یا کسی کی بیوی تکلیف میں ہو۔ اور وہ اسے اسی حالت میں چھوڑ کر خوش ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ پھر اس مسلمان کے لئے یہ کیا خوشی کا موقع ہے۔ جو اسلام کو مصیبت میں مبتلا دیکھتا ہے۔ ہاں جب ایک انسان اپنا تمام زور لگا چکے۔ پھر اس کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ میں نے تو اپنی طرف سے جس قدر کر سکتا تھا کر دیا۔ اور اپنی طرف سے کچھ بخل نہیں کیا۔ پس جب تک اسلام کو پوری طاقت اور قوت حاصل نہیں ہوتی۔ ہمارے لئے بھی کوئی پوری خوشی نہیں۔ ہمیں حقیقی خوشی اسی وقت ہوگی۔ جب اسلام اکناف عالم میں پھیل جائے گا۔ اور جب ہم خدا کے فضلوں کے وارث ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے ہمارے لئے غم ہے۔ کیونکہ ہماری سب سے بڑھ کر اور سب سے اعلیٰ چیز اسلام خطرہ میں ہے۔ پس تم آج ہی عہد کر لو۔ کہ تم پر جب اگلی عید آئے۔ تو تم میں ایک تبدیلی پائے۔ بلکہ تم ابھی سے اپنے اندر تبدیلی کرنی شروع کر دو۔ یہ زمانہ نہایت پر آشوب ہے۔ تیرہ سو سال میں اسلام پر ایسا وقت نہیں آیا۔ جو اب آیا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کے ماننے والوں کے لئے وہی انعامات رکھے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والوں کے لئے رکھے۔ اگر ہم اس وقت کو کھو دیں گے۔ تو اس کے بعد ہمیں کوئی وقت ایسا میسر نہیں آئے گا۔ پس کوشش کرو۔ کہ تمام جہان پر اسلام کی صداقت ظاہر ہو جائے اور تمام اس کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ پھر جیسا کسی نے بڑے سے بڑا انعام حاصل کیا ہے۔ وہ ہمیں حاصل ہو جائے گا، اور اس کے دروازے ہمارے لئے کھل جائیں گے۔ اور ہمارے لئے وہی عید کا زمانہ ہوگا۔ جس وقت کہ ان انعامات کو حاصل کریں گے اور خدا کے دین کو ہمیشہ کے لئے دنیا میں قائم کر دیں گے۔ (فرمودہ ۷ جولائی سنہ ۱۹۵۱ء)

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور

مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۲ء

میدان تبلیغ میں ہمارا مقابلہ کیجئے

آج احراری لیڈروں لال حسین اختر۔ محمد علی جالندہری۔ احسان احمد شجاع آبادی کی راہ نمائی میں مولانا عبدالحامد صاحب القادری بدایونی اپنے بیان میں جو آپ نے نام نہاد آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقدہ کراچی میں تقریر کرتے ہوئے "قادیانیوں" کے برخلاف زہر اگل رہے ہیں۔ اپنے بیان میں جو "المنتظر" میں شائع ہوا ہے فرماتے ہیں کہ آپ نے قادیانیوں کے خلاف اس وقت تجویز پیش کی۔

جبکہ قادیانی جماعت مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کر رہی تھی

اگر مولوی صاحب سے پوچھا جائے کہ بتائیں تو سہی قادیانی جماعت مسلم لیگ اور پاکستان کی کیا مخالفت کر رہی تھی۔ تو انشاء اللہ ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلے گا۔ اسی طرح جس طرح آپ کے تجویز پیش کرنے پر قائداعظم کی ڈانٹ کے وقت ایک لفظ بھی آپ کے منہ سے نہیں نکلا تھا۔

ذیل میں ہم قائداعظم کے مشہور و معروف سوانح نگار جناب سید رئیس احمد صاحب جعفری کی مشہور و معروف تصنیف "حیات محمد علی جناح" سے ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ "قادیانیوں" کی مخالفت کے متعلق مولانا نے جو افسانہ گھڑا ہے۔ وہ صرف افسانہ ہی ہے۔ اس میں حقیقت کا شائبہ بھی نہیں مصنف "حیات محمد علی جناح" فرماتے ہیں:۔

"اب ایک دوسرے بڑے فرقہ اصحاب قادیان کا مسلک اور رویہ پاکستان کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے حقائق و دلائل سے اندازہ ہو جائے گا کہ اصحاب قادیان کی دونوں جماعتیں مسلم لیگ کی مرکزیت پاکستان کی افادیت اور مسٹر جناح کی سیاسی قیادت کی معترف اور مداح ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر جناب مولانا محمد علی صاحب جن کا مشہور انگریزی ترجمہ قرآن عالمگیر شہرت کا حامل ہے۔ انہوں نے ۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو متعدد اردو روزناموں کو حسب ذیل تار ارسال فرمایا۔

"آئندہ انتخابات میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے تمام اصحاب مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دیں۔ اور ان کی ہر ممکن مدد کریں۔ کیونکہ موجودہ وقت بہت نازک ہے۔ اور اگر مسلم لیگ کو شکست ہوگئی۔ تو مدتوں کے لئے مسلمانوں کی قسمت تاریک ہو جائے گی"

مرزا محمود احمد صاحب کا بیان

قادیانی گروہ کے "امام جماعت" مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ایک طویل بیان اس سلسلہ میں شائع فرمایا:۔

"آئندہ انتخابات میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہیئے۔ تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلاخوف تردید کانگرس سے یہ کہہ سکے۔ کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ اگر ہم اور دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں گی۔ تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی۔ اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی۔ اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ چالیس پچاس سال تک ان کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقلمند آدمی اس حالت کی ذمہ داری اپنے اوپر لینے کو تیار ہو۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں۔

مسلم قوم کی مرکزیت پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل تشویش عامۃ المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے۔ آمر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی امام الہند؟ نہیں پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث وہ بھی نہیں پھر کون؟ — وہ لوگ جن کے خلاف "کفر" کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر میں ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے ؎

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

(حیات محمد علی جناح از رئیس احمد جعفری ص۹۹۔۴۹۸)

اس کے بعد اب ذرا اپنی معزز مصنف کی زبان سے مولانا عبدالحامد صاحب القادری بدایونی اپنے دوستوں کی داستان بھی سن لیں۔ جن کے ہاتھ آپ نے اپنی باگ ڈور دے کر نہ صرف مسلم لیگ اور پاکستان کے نام کی بے حرمتی کی ہے بلکہ ہمیں معاف کیا جائے۔ اگر ہم عرض کریں اپنی عالمیت کو بھی داغدار کر لیا ہے۔ اور قائداعظم اور مرحوم لیاقت علی خان کی بھی توہین کی ہے۔ دیکھئے جناب سید رئیس احمد صاحب جعفری اپنی تصنیف حیات محمد علی جناح میں احراریوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں

مولانا حبیب الرحمٰن کے رہا ہوتے ہی مجلس احرار کی ساری قوت مسلم لیگ کے خلاف اور مخالف پاکستان جماعتوں کی تائید کے لئے وقف ہوگئی۔ کانگرس سے خود بخود ساری شکائتیں رفع ہوگئیں۔

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے
تم ہمارے ہم تمہارے ہوگئے

اور مسلم لیگ کے خلاف خواہ مخواہ ایک محاذ قائم کر دیا ہے۔

مجلس احرار کے لیڈر میدان میں

چنانچہ مجلس احرار کے وہ لیڈر جو عرصہ سے گوشہ نشین تھے میدان میں اتر آئے اور پاکستانی تحریک کے خلاف سد سکندری کی طرح حائل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ مولانا عطاء اللہ بخاری کشمیر کی بلندیوں سے نیچے اتر آئے۔ مسٹر مظہر علی اظہر اخلاق کی بلندیوں سے بہت نیچے اترے اور ان سب حضرات نے متفق و متحد ہو کر مسلم لیگ کے خلاف دھاوا بول دیا۔ اپنی تقریروں اور تحریروں کا صرف ایک ہی مقصد رکھا ہے

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

مسلم لیگ جو کچھ کہے وہ خواہ کتنا ہی برحق کیوں نہ ہو اس کی مخالفت کی جائے حتیٰ کہ پاکستان جیسے مسئلہ کی مخالفت بھی ان حضرات نے فرائض اور واجبات میں شامل کر لی۔

درس گوسفندی

۲۹ دسمبر ۱۹۴۵ء کی شب کو بمبئی کی مجلس احرار کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا۔

پاکستان کے دونوں اجزا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں گے۔ اور ان کے درمیان ۲۶ کروڑ ہندوؤں کی ایک زبردست حکومت ہوگی۔ جس کے پاس سرمایہ ہوگا۔ ہنرمند اور صاحب دماغ آدمی ہونگے۔ جواہر لال ہوگا۔ گاندھی جی مہاراج ہونگے۔ کالا ناگ راج گوپال اچاریہ ہوگا۔ مالوی جی ہوں گے۔ برخلاف اس کے بنگال پنجاب سندھ اور سرحد کے مسلمان زیادہ تر کمین ہیں۔ یعنی لوہار۔ موچی۔ بڑھئی کسان مزدور۔ حتیٰ کہ پنجاب کے بعض علاقوں میں مسلمان بھنگی کا کام کرتے ہیں۔ جو علاقے پاکستان کے لئے طلب کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی تو ہندو سرمایہ دار ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ تجارت پر ان کا قبضہ ہے۔ پشاور والوں کو شلوار کے لئے لٹھا امرتسر کی منڈی سے خریدنا پڑتا ہے۔

یہ خیالات ایک عالم دین کے ہیں۔ جو سرمایہ داری سے مرعوب ہے اور مسلمانوں کو کمیں کہہ کر اسلام کی توہین کر رہا ہے

(حیات محمد علی جناح از رئیس احمد جعفری ص۴۹۹۔۵۰۰)

"قادیانیوں" کی مخالفت اور اپنے دوستوں کی لیگ دوستی اور پاکستان محبتی آپ نے دیکھ لی۔ کیا اسی لئے آپ نے مسلم لیگ کونسل لاہور میں "قادیانیوں" کے خلاف تجویز پیش کرنا چاہی تھی؟ مولانا سے

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

کیا آپ کے خیال میں رفاقت کرنا مخالفت کرنا ہے۔ اور ایڑی سے چوٹی تک زور لگا کر مخالفت کرنا تائید کرنا ہوتا ہے؟ پھر مولانا اگر آپ کی تجویز کہ "قادیانیوں" کو خارج از اسلام سمجھ کر مسلم لیگ میں شمولیت کی اجازت نہ دی جائے اس وجہ سے تھی کہ "قادیانی جماعت" آپ کے خیال میں مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کر رہی تھی تو آپ نے دوسری جماعتوں کے متعلق جو مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کر رہی تھیں۔ کیوں نہ خارج از اسلام ہونے کی بنا پر ان کے خلاف مسلم لیگ کونسل میں تجاویز پیش کیں؟ خاص قادیانیوں پر آپ کی نظر عنایت کیوں پڑی؟ کیا اس کی وجہ وہی اختلاف عقائد کی بنا پر ایک دوسرے پر فتوے بازی کی پرانی لت نہیں تھی؟ کیا آپ کی وہی رگ اب بھی نہیں پھڑک اٹھی؟

مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی اپنے

بیان حقیقت ترجمان میں فرماتے ہیں۔

"لاہور مسلم لیگ کونسل کے بعد سے تا انتقال۔ قائداعظم و مرحوم لیاقت علی خان نے قادیانیوں کو نہ لیگ میں شریک کیا۔ اور نہ کبھی اس کی جرأت ہوئی۔ کہ وہ آزادانہ طور پر پاکستان و بیرون پاکستان قادیانیت کی تبلیغ کریں۔ البتہ ان قائدین کے انتقال کے بعد آج قادیانیوں کو اس کی جرأت ہوئی ہے۔ کہ وہ خود تو اشتعال انگیز کاروائیاں کر رہے ہیں اور الزام علماء پر عائد کرتے ہیں"

مولانا ہمیں تو سخت شرم آتی ہے۔ کہ اس جھوٹوں کی مالا کو آپ جیسے عالم فاضل کے گلے میں ڈالا جائے۔ مگر کیا جائے۔ المنتظر میں جو آپ کا بیان شائع ہوا ہے۔ اسی کو یہاں لفظ بلفظ نقل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو المنتظر ۱۳ جون ۱۹۵۲ء

قائداعظم کے متعلق کہ کس طرح انہوں نے چوہدری ظفر اللہ خان احمدی کو وزیر خارجہ مقرر کر کے مسلم لیگ اور پاکستان سے خارج کیا۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں پاکستان کا وزیر خارجہ شاید اسی لئے "خارجہ" کہلاتا ہے۔ کیوں مولانا آپ تو بڑے عربی دان ہیں؟

اب ذرا خان لیاقت علی خان کا کارنامہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ خان لیاقت علی خان نے احراریوں اور مودودی جماعت اور دوسرے ہمہ شما مولویوں کے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود پنجاب کے گزشتہ انتخابات میں

(۱) مولوی عصمت اللہ خان صاحب احمدی

(۲) چوہدری مقبول احمد صاحب احمدی

کو الیکشن پارلیمنٹ بورڈ کی صدارت کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے مسلم لیگ کی طرف سے نمائندگی کے ٹکٹ دیئے۔ مولانا کیا آپ کے دیس میں اسی کو کہتے ہیں:

مرحوم لیاقت علی خان نے قادیانیوں کو تا انتقال مسلم لیگ میں شریک نہیں کیا؟

باقی رہی تبلیغ کی بات تو اندرون پاکستان کے متعلق اگر احمدیوں کے کامیاب تبلیغی جلسوں کی روئداد دیں پڑھنا ہے۔ تو عہد زیر بحث کے دوران کے الفضل کی فائلیں اٹھا کر دیکھ لیجئے پاکستان کے قیام سے لے کر مرحوم لیاقت علیخان کے انتقال تک پاکستان کی کوئی جماعت احمدیہ ہی ہو گی جس نے کامیاب پبلک تبلیغی جلسے نہ کئے ہوں۔ دو نہایت شاندار جلسے تو صدر انجمن احمدیہ نے لاہور ہی میں نہایت کامیابی سے کئے۔ اور کھلے بندوں کئے۔

مولانا حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک دوبارہ ہر عنصر کو جرأت فتنہ و فساد نہیں دلائی گئی۔ پاکستان میں احمدیوں کے جلسے ہر شہر میں نہایت امن و سکون کے ساتھ ہوتے رہے۔ یعنی جب تک آپ جیسے عالم فاضل بزرگوں نے اور دوسروں نے پھر اس عنصر کی قیادت قبول فرما کر ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی

باقی رہی بیرون پاکستان تبلیغ تو عرض ہے کہ ہمارے بہت سے تبلیغی مشن قائداعظم اور مرحوم لیاقت علی خان دونوں کے عین حیات میں کھلے ہیں۔ مولانا ہم کام کرنے والی شہد کی مکھیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تبلیغ میں ہمارا ہر قدم آگے ہی بڑھ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے گا۔

مولانا اگر آپ شروع ہی میں اتنا سچ بول دیتے کہ احمدیوں کی تقریریں اشتعال انگیز نہیں ہوتیں۔ تو آپ کو یہ جھوٹوں کی مالا نہ پرونی پڑتی اور نہ قائداعظم و مرحوم لیاقت علیخان کی توہین کے آپ مرتکب ہوتے۔ سچ ہے ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے انسان کو پے در پے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ خود یہی جھوٹوں کا سلسلہ پہلے جھوٹ کے جھوٹ ہونے پر محکم دلیل بن کر کھڑا ہو جاتا ہے

مولانا ہم آخر میں صرف ایک خدا لگتی بات کہہ کر فی الحال آپ کا پیچھا چھوڑ دیتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اور وہ یہ ہے کہ

اگر آپ کو واقعی یہ دھن اور شوق ہے۔ کہ آپ احمدیت کو شکست دیں تو آئیے ہم آپ کو ایک سہل نسخہ بتاتے ہیں۔

میدان تبلیغ میں ہمارا مقابلہ کیجئے۔ دوسروں کے راستہ میں روڑے اٹکانے کی بجائے اپنے اعتقادات کے مطابق اسلام کی تبلیغ کے لئے نکلیے۔ اندرون پاکستان بھی اور بیرون پاکستان بھی۔

بقیہ خطبہ حضرت خلیفہ اول (صفحہ ۲ سے آگے)

کے لئے یہ اس قدر تکلیف برداشت کر کے اور اخراجات اور مصائب سفر کے زیر بار ہو کر میرے پاس آتے ہیں۔ اسے یہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ضرور چھوڑ دیں گے۔ لیکن پھر بھی ذرا سی دکھ سے آرام پانے کے لئے ترک وطن کرتے ہیں۔ عزیز و اقارب کو چھوڑتے ہیں۔ اور ان کی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے۔ کہ جس طرح ہو تپ جلدی ٹوٹ جاوے۔ لیکن روح کی بیماری کی کسی کو فکر نہیں ہے۔ اس کے واسطے نہ کوئی تڑپ نہ رنج و الم۔ حالانکہ جانتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد اعمال کے جواب دہ ہوں گے۔ اور یہاں بھی برابر ہوتے رہتے ہیں۔ آتشک والے مریض کو اس کے اعمال کی جو پاداش ملتی ہے۔ وہی اسے خوب جانتا ہے۔ اسی طرح بدنظری اور بدکاری کی عادتیں جو پڑتی ہیں۔ پھر انسان ہزار جتن کرے۔ ان کا دور ہونا بغیر خاص فضل الٰہی کے بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور اس کے بڑے بڑے دکھ دینے والے نتیجے اسے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور جسم کی ادنےٰ ادنےٰ سی ایذا کی تم کو فکر ہے۔ تو روح کا کیوں فکر نہیں کرتے۔ روح کی بیماریوں کے علاج کا ایک ہی نسخہ ہے۔ جس کا نام قرآن شریف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بدکار لوگ کہیں گے۔ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر کہ اگر ہم خدا کے فرستادوں کی باتوں کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے۔ تو آج ہم دوزخیوں ہی سے نہ ہوتے۔ یہ حسرت ان کو کیوں ہو گی۔ صرف اسی لئے کہ وقت ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور اب پھر ہاتھ نہیں آ سکتا۔ پس روح کی بیماری کا بھی علاج ہے۔ کہ وقت کو ہاتھ سے نہ گنواوے۔ اور اس نور اور شفا کتاب قرآن شریف پر عملدرآمد کرے۔ اپنے حال اور قال اور حرکت اور سکون میں اسے دستور العمل بناوے۔ واعظوں اور سامعین کے مدارج عبرت پکڑنے کے دو مرحلے اوپر بیان کر آیا ہوں۔ تیسرا مرحلہ یہ ہے۔ کہ واعظ کا کلمہ وعظ انسان کی ہدایت کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ آج سے کئی سو برس پیشتر ایک تجربہ کار کہتا ہے

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

میری طرح بہت سے واعظ کھڑے ہوتے ہیں۔ بہت سے ان میں سے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی نیت روپیہ بٹورنے کی ہوتی ہے۔ بہت سے ایسے کہ لوگ ان کے وعظ اور تقریر کی تعریف کریں۔ اور بعض ایسے بھی ہوتے ہوں گے جو کہ محض خدا کے واسطے وعظ کرتے ہوں۔ اسی طرح سننے والوں کا حال ہے۔ میں طبیب ہوں۔ اس لئے بعض لوگ صرف اسی لحاظ سے وعظ سنتے ہوں گے۔ کہ ان کا علاج اچھی طرح کروں۔ اور بعض ایسے بھی ہوں گے۔ کہ محض خدا کے لئے سنتے ہوں۔ غرض وعظوں کے سننے اور سنانے والے مختلف اغراض لئے ہوتے ہیں۔ جو خدا کے لئے سنتے اور سناتے ہیں ان کو چھوڑ کر باقیوں کے لئے یہ علم بڑی مشکلات کا موجب ہوتا ہے۔ اور وبال جان ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوتی ہے۔ اور انسان سن یا سنا کر خود ہی اس میں پھنس جاتا ہے۔ عالموں سے قیامت کے دن سوال ہو گا۔ کہ تم خود اپنے عمل پر عامل تھے۔ کہ نہیں۔ تم تکبر کا وعظ کرتے تھے لیکن خود تکبر سے خالی نہ تھے۔ تم بغض اور کینہ سے بچنے کی نصیحت لوگوں کو کرتے تھے مگر خود نہیں بچتے تھے تم ریاکاری سے لوگوں کو روکتے تھے مگر خود نہیں رکتے تھے۔

یہ روحانی بیماریاں ہیں۔ جن کا علاج انسان کے لئے ضروری ہے۔ چاہیئے کہ علم کے مطابق تمہارا عمل ہو۔ لوگوں کے اندر کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے خدا کی رحمت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے۔ کہ وہ ان کے لئے ایک مزکی نفس انسان پیدا کرتا ہے۔ جو کہ اپنے نفس اور خواہش سے کچھ نہیں کرتا۔ خدا کے بلائے بولتا ہے۔ اس کی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے۔ یا خدا کی زبان اس کی زبان ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں خدا کی آنکھیں یا خدا کی آنکھیں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ یا خدا کے ہاتھ اس کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے آتا ہے اور ایک مقناطیسی قوت اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ تاکہ لوگ اس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اپنے اپنے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اور یہ تعلق ایسا مضبوط ہو۔ جیسے ایک درخت کی شاخ پورے طور پر اپنے تنہ سے پیوستہ ہوتی ہے۔ ایسا ہی یہ بھی صدق و صفا اور اخلاص اور پوری اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ پیوستہ ہو۔ تو تزکیہ کی اس روح سے جو مزکی کے اندر ہوتی ہے۔ فائدہ اٹھا سکے گا۔ ورنہ اس کا نشوونما ہرگز ممکن نہیں۔

ماہ شوال نبوت کا چاند ہے

پس وقت کی قدر کرو۔ اور ہر ایک چاند جو تمہاری روح کے لئے ایک وقت اور فرصت لاتا ہے۔ اس سے نصیحت سیکھو۔ جو چاند تم نے کل دیکھا ہے۔ وہ گویا نبوت کے اول سال کا چاند ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کا نزول اسی ماہ شوال کے ماقبل رمضان میں شروع ہوا۔ اس لئے یہ چاند اور اس کے پہلے کا چاند ہر ایک مومن کے لئے خیر و برکت کا موجب ہے حدیث شریف میں دعا آتی ہے۔ کہ انسان چاند دیکھے۔ تو کہے:-

هلال خير و رشد هلال خير و رشد اللّٰهم اهله علينا بالامن والايمان والسلامة والاسلام۔ پس چاہیئے کہ روحانی پرورش کے لئے ہم سچا تعلق مزکی کے ساتھ پیدا کریں۔ وہ اب موجود ہے۔ جس کی انتظار تیرہ سو برس سے تھی

(خطبہ عید الفطر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ۱۹۰۰ء)

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

روایاتِ محمود

فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مرتبہ ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

ابتداء زمانہ ماموریت کے متعلق روایات

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے کیا۔ اس وقت آپ کی حالت اور آپ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی۔ میری پیدائش دعوے سے پہلے کی ہے۔ اور گو میں نے ابتداء نہیں دیکھی۔ مگر ابتداء کے قریب کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ زمانہ بھی کمزوری کا زمانہ تھا۔ طرح طرح سے مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے اور ہر ممکن طریق سے دکھ اور تکلیف پہنچاتے تھے۔

(الفضل جلد ۱۱ نمبر ۳ ۱۲ صفحہ ۶)

(۵۷) (ایکدفعہ) حضرت صاحب کے پاس ایک غیر احمدی آیا اور اس نے کہا کہ دعوے سے پہلے آپ مولویوں کو جمع کرتے اور اسلام کی حالت اور عیسائیوں کی شرارت کا حال بیان فرما کر ان سے چارۂ کار پوچھتے۔ وہ خود آپ سے پوچھتے کہ آپ ہی بتائیں کہ کیا کیا جائے۔ اور آپ اس وقت وفات مسیح کا مسئلہ پیش کرتے اس وقت مولوی صاحبان مان لیتے اور پھر اس طرح اپنے دعوے کے متعلق مشورۃً ان سے پوچھتے کہ امت محمدیہ سے ہی کوئی شخص آنا چاہیئے۔ اور وہ مولوی لوگ کہتے کہ آپ ہی اس کے اہل ہیں۔ اس طرح کوئی فتنہ نہ ہوتا ۔۔۔ (اس پر) حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر انسانی مشورہ (منصوبہ) ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا

(الفضل جلد ۹ نمبر ۷ ۸ صفحہ ۹)

(۵۸) حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جب جموں میں ملازم تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خط میں انہیں لکھا کہ آپ کو اپنی آمد کا چوتھا حصہ جمع کرنا چاہیئے اس سے کم نہیں۔ ہاں اگر کچھ زیادہ جمع کر سکیں تو یہ اور بھی زیادہ بہتر ہے ۔۔۔۔۔۔ اس کی وجہ آپ نے یہی لکھی کہ آپ اپنا روپیہ چونکہ اپنی ضروریات میں خرچ کرتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کل کوئی زیادہ اہم دینی معاملہ پیدا ہو جائے۔ جس کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہو۔ اسلئے بہتر ہے کہ ابھی سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیں تا زیادہ ثواب کا موقع آنے پر آپ کو یہ رنج نہ ہو کہ کاش میرے پاس روپیہ ہوتا اور میں اسے دین کے لئے دے سکتا۔

(الفضل جلد ۲۵ نمبر ۹ صفحہ ۵)

(۵۹) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئی ہیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے دعوے کیا اس وقت خاندان میں ستر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں۔ ان ستّر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے۔

(الفضل جلد ۷ نمبر ۲۸ صفحہ ۸)

(۶۰) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ اور دکھایا گیا۔ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان ہے اس میں ہم کچھ حسنی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے۔ بہت لوگ حیران تھے کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے اور میں نے خود حضرت صاحب سے سنا۔ آپ فرماتے معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے۔ لیکن وقت پر معنے کھلتے ہیں۔

(۶۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں جب کہ آپ کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ تھا۔ فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی۔ کہ باقی اقوام دنیا میں اس طرح رہ جائیں گی۔ جس طرح آجکل پرانی خانہ بدوش قومیں ہیں۔

(منہاج الطالبین صفحہ ۶۶)

(۶۲) لدھیانہ میں ایک شخص میر عباس علی تھے وہ حضرت صاحب سے بہت خلوص رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی موجودہ حالت کے متعلق حضرت صاحب کو الہام بھی ہوا تھا۔ لدھیانہ میں جب حضرت مسیح موعودؑ اور محمد حسین کا مباحثہ ہوا۔ تو میر عباس علی حضرت صاحب کا کوئی پیغام لے کر گئے۔ ان کے مولوی محمد حسین وغیرہ مولویوں نے بڑے احترام اور عزت سے ہاتھ چومے (اور کہا) آپ آل رسول ہیں۔ آپ کی تو ہم بھی بیعت کر لیں۔ لیکن یہ مغل کہاں سے آ گیا؟ اگر کوئی مامور آتا تو سادات میں سے آنا چاہیئے تھا۔ پھر کچھ تصوف ۔۔۔ صوفیاء کا ذکر شروع کر دیا۔ میر صاحب کو چونکہ صوفیاء سے بہت اعتقاد تھا۔ مولویوں نے کچھ اِدھر اُدھر کے قصے بیان کر کے کہا کہ صوفیاء تو اس قسم کے عجوبے دکھایا کرتے تھے۔ اگر مرزا صاحب بھی کچھ ہیں تو کوئی عجوبہ دکھلائیں۔ ہم آج ہی ان کو مان لیں گے۔ مثلاً وہ کوئی سانپ پکڑ کر دکھائیں یا اور کوئی اس قسم کی بات کریں۔ میر عباس علی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ اور جب حضرت صاحب کے پاس آئے تو کہا حضور اگر کوئی کرامت دکھائیں تو سب مولوی مان لیں گے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب کرامت کا لفظ ان کی زبان سے نکلا تو اسی وقت مجھے یقین ہو گیا کہ بس میر صاحب کو مولویوں نے پھندے میں پھنسا لیا۔ اس پر حضرت صاحب نے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

(الفضل جلد ۷ نمبر ۱۳ صفحہ ۵)

(۶۳) میاں نظام الدین صاحب لدھیانوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی دوست تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بھی دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اور چونکہ وہ وہابی تھے۔ اسلئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی بڑی مدد کیا کرتے تھے۔ ایکدفعہ مولوی صاحب لدھیانہ کے قریب ایک شہر میں گئے اور انہوں نے وہابیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ پھر ایک جلسہ کیا جس میں (حنفیوں) کے خلاف زبردست تقریر کی۔ حنفیوں نے پولیس میں رپورٹ کر دی کہ مولوی صاحب کی تقریر سے فساد کا سخت خطرہ ہے۔ یہ حنفیوں کو گالیاں نکال رہے ہیں اور اگر انہیں روکا نہ گیا تو آپس میں فساد ہو جائے گا۔ اور کشت و خون تک نوبت پہنچ جائے گی۔ مولوی صاحب تو گھبرا گئے مگر یہ صاحب باوجود ناخواندہ ہونے کے ذہین تھے کہنے لگے۔ مولوی صاحب آپ جائیں میں ان کو سنبھال لونگا چنانچہ انہوں نے اپنی تقریر کا اعلان کیا اور کچھ دوستوں کو مقرر کیا کہ تھانہ کا خیال رکھنا اگر لوگ شکایت کریں اور پولیس آئے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ پھر میں دیکھوں گا وہ کس طرح میرے خلاف کوئی بات کرتی ہے۔ انہوں نے پہلے یہ پتہ لگا لیا تھا کہ تھانیدار سکھ ہے۔ چنانچہ وہ حنفیوں کے خلاف زبردست تقریر کرتے رہے۔ اس دوران میں ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا تھانیدار صاحب آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے کوئی پرواہ نہیں۔ وہ تقریر اس موضوع پر کر رہے تھے کہ اہلحدیث میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ مگر چونکہ لوگوں میں مخالفت کا سخت جوش تھا۔ اس لئے تھانہ میں انہوں نے یہ رپورٹ درج کرائی کہ انہیں روکا جائے ورنہ خون ہو جائے گا۔ چونکہ یہ ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔ جیسے آجکل ہمارے خلاف حکومت کو مشتعل ۔۔۔ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں اور بزرگوں کی توہین کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی پولیس کے پاس اس رنگ میں رپورٹ کی اور تھانیدار پولیس گارد لے کر پہنچ گئے۔ جس وقت انہیں پتہ لگا کہ تھانیدار صاحب لیکچر گاہ میں داخل ہو گئے ہیں تو اپنی تقریر کا رخ بدل کر کہنے لگے مسلمانو! تم کہلانے کو تو مسلمان ہو مگر کام وہ کرتے ہو جو ہندو اور سکھ بھی نہیں کرتے۔ دیکھو سکھ مسلمان نہیں مگر ان میں یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ وہ داڑھیاں رکھتے ہیں۔ تم لوگ سکھوں کو برا کہتے ہو۔ ان کے ہزار عیب نکالتے ہو۔ مگر اتنا نہیں سوچتے کہ تمہاری داڑھیاں تو منڈی ہوئی ہیں۔ اور سکھوں نے اپنے منہ پر داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں۔ پھر خود ہی سوچو سکھ اچھے ہوئے یا تم؟ ہر شخص کہے گا کہ تم مسلمانوں سے سکھ ہزار درجہ اچھے ہیں۔ پھر دیکھو تم حقہ پیتے ہو اور اٹھتے بیٹھتے تمہارے منہ سے حقہ کی بو آتی ہے۔ مگر سکھوں کو دیکھو وہ حقہ کے قریب بھی نہیں جاتے اور ایک سکھ بھی ایسا نہیں ہے جو حقہ پیتا ہو۔ مگر تم داڑھیاں منڈواتے ہو تم حقہ پیتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ ہم اچھے ہیں۔ تم سے تو سکھ ہزار درجے اچھے ہیں۔ تھانیدار یہ سن کر کہنے لگا۔ ہیں! مولوی صاحب تو بڑی اچھی تقریر کرتے ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ سنو! اگر مولوی صاحب کی تقریر میں کوئی شخص بولا۔ تو میں فوراً ہتھکڑی لگا دوں گا۔ اس کے بعد سپاہیوں کو اس نے ہدایت کی کہ میں تو اب جاتا ہوں۔ مگر دیکھنا مولوی صاحب کے خلاف اگر کوئی ذرا بھی بولے۔ تو اسے ہتھکڑی لگا لینا۔ یہ کہکر وہ تھانے کو چل دیا۔ ادھر وہ جلسہ گاہ سے باہر نکلا۔ اور ادھر مولوی صاحب نے پھر اپنا مضمون شروع کر دیا۔ اس وقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مقابلہ میں جو شخص کھڑا تھا۔ وہ ارائیں قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس زمانہ میں عام طور پر ارائیں قوم میں یہ رواج تھا کہ ان کی عورتیں شہروں میں جا کر ترکاریاں فروخت کرتی تھیں مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہت کچھ اصلاح ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں ارائیں قوم سے تمسخر کرنا شروع کر دیا اور کہا بڑے مولوی صاحب بنے پھرتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ ان کی عورتیں مولیوں اور گاجروں کا ٹوکرا سر پر اٹھائے ہر وقت چکر لگاتی رہتی ہیں۔ اور کہتی ہیں "لے لو بھینیاں مولیاں۔ لے لو بھینیاں گاجراں"۔ وہ لوگ پھر دوڑتے ہوئے تھانیدار کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ مولوی صاحب ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔ پھر تھانیدار صاحب کہنے لگے۔ تم سب شرارت کر رہے ہو۔ اگر پھر تم نے مولوی صاحب کے خلاف شکایت کی تو میں تم سب کی خبر لوں گا۔ غرض وہ آدمی بڑے ذہین تھے یوں تو پڑھے لکھے نہیں تھے۔ مگر تقریر بہت اچھی کر سکتے تھے اور ان کا ذہن بہت صاف تھا۔ (الفضل جلد ۲۶

ہمارا جامعۃ المبشرین

از مکرم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

قادیان سے ہجرت کے بعد جب گو دیر اجراک یہ سمجھتے تھے کہ یہ جماعت ستی کہ مٹی۔ اس وقت اسی کے مقدس امام نے جس کو خدا تعالیٰ نے اولوالعزم کے نام سے پکارا ہے اپنی قوتوں کو مجتمع کیا۔ وہ ان مصائب و مشکلات سے گھبرایا نہیں بلکہ دلیری کے ساتھ ان کا مقابلہ کرکے جماعت کو اس خطرناک طوفان سے سلامتی کے ساتھ نکال لایا بلکہ باوجود غیر معمولی مشکلات کے ایک مرکز میں لا بسایا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ربوہ میں آئے ابھی ہمیں ایک سال بھی نہ ہوا تھا کہ حضور نے "جامعۃ المبشرین" کی بنیاد رکھی۔ اس وقت جماعت کو مختلف قسم کی مصائب و مشکلات درپیش تھیں۔ لیکن حضور ایدہ اللہ نے ان مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس ادارا کا اجراء فرمایا۔

یہ وہ وقت تھا جبکہ مختلف ممالک کے احمدی کثرت سے مرکز سلسلہ میں آنے لگے تھے تا دین کی صحیح روح کو سیکھ اور سمجھ سکیں۔ ہمارے ان نئے احمدی بھائیوں نے محسوس کیا کہ ہم پیچھے رہ گئے ہیں ہمارے دوسرے بھائی ثواب لے گئے۔ چنانچہ ان نئے احمدی بھائیوں نے بھی دین کی محبت میں سرشار ہو کر اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کرنی شروع کر دیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خطوط لکھنے شروع کئے کہ حضور ازراہِ مہربانی ان کی تعلیم کا کوئی بندوبست فرمائیں تا وہ ربوہ میں آکر دینی تعلیم حاصل کر سکیں اور سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحبتِ مقدسہ سے فیضیاب ہو سکیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمالِ شفقت و مہربانی سے ان کو اجازت دی چنانچہ اس وقت مختلف ممالک مثلاً جرمنی۔ امریکہ۔ شام۔ یعرب۔ مصر۔ چین۔ انڈونیشیا۔ اور سماٹرا وغیرہ سے واقفین جامعۃ المبشرین میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جامعۃ المبشرین میں تین قسم کے طلباء داخل ہو سکتے ہیں۔ اوّل بی۔اے یا ایم۔اے۔ یا اس کے برابر جس کے پاس کوئی ڈگری ہو۔ دوئم مولوی فاضل۔ سوئم غیر ملکی طلباء۔

یہ ادارہ وکالت تعلیم کے ماتحت ہے اس میں آٹھ پروفیسر ہیں اور قریباً پچاس طالبعلم ہیں۔ اس کے پرنسپل مفتی سلسلہ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب ہیں جن کی نگرانی میں جامعہ میں مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف۔ منطق فلسفہ۔ اسلام۔ کمیونزم۔ عیسائیت وغیرہ اور انگریزی وغیرہ۔ یہ تمام مضامین عرصہ چار سال میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ان کے بعد ایک تحقیقی مقالہ لکھنا ہوتا ہے جس کا عنوان جامعہ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد طالبعلم کو "شاہد" کی ڈگری دی جاتی ہے۔ اس وقت تک تقریباً بیس ۲۰ طالبعلم دینی تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور یہ تعداد پچھلے سالوں کی نسبت سے کافی زیادہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل حضرت امیر المومنین کی توجہ اور ادارہ کے استاد صاحبان کی کوشش [illegible] کا نتیجہ ہے ان طلباء میں سے کچھ تو مبلغ بنا کر بیرونی ممالک کو روانہ کر دئیے جائیں گے اور کچھ پاکستان میں مقرر کئے جائیں گے اب جبکہ بی۔اے اور مولوی فاضل کے امتحانات ہو چکے ہیں اور جلدی ان کے نتائج بھی نکل آئیں گے۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں طلباء کو تحریک کروں کہ وہ جلد از جلد اپنی زندگیوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور پاس ہونے کے بعد اس ادارہ میں دینی تعلیم حاصل کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے غیر ملکی بھائی اس میدان میں ہم سے آگے نکل جائیں اور ہم پیچھے رہ جائیں۔ جس قوم اور ملک میں نبی برپا کیا جاتا ہے اوّل مخاطب وہی لوگ ہوتے ہیں اور سب سے پہلی ذمہ داری ان پر عاید ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو لے کر تمام دنیا میں پھیل جائیں اور پھر دوبارہ ان کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیں۔ اسی طرح جس طرح آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر جمع ہوئی تھی۔

سو دوستو آؤ! اور جلدی آؤ۔ اور آکر جلد از جلد اس ادارہ میں داخلہ کی کوشش کرو تا تم خدا تعالیٰ کے الہام کو کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" شاندار طور پر پورا کرنے والے بنو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بی۔اے یا ایم۔اے کر کے کوئی اچھی نوکری حاصل کریں گے اس طرح ہم آسودہ حال ہو جائیں گے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لہ ملک السموات والارض کہ اسی کے لئے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے اس چند سالہ زندگی میں تو انسان کوشش کرتا ہے کہ وہ حاکم وقت یا بادشاہ وقت کی نظروں میں آجائے اور اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش نصیبی کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ پھر کیوں نہ ہم اس بات کی کوشش کریں کہ ہم اس شاہنشاہ کے منظور نظر بنیں جو مالک الکل ہے۔ اور جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں جس کے سامنے یہ حاکم اور بادشاہ کیڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ منظور نظر بننے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم اس کے کام کو کریں۔ وہ کام تبلیغ ہے۔ اور تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم دینی تعلیم حاصل کریں درحقیقت جو شخص اللہ تعالیٰ کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا کام کرتا ہے۔ اب تم خود ہی سوچ لو جس کا خداوند کریم کارساز ہو۔ وہ کیوں نہ تمام ضروریات سے بے نیاز ہو جائے گا۔

احباب کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جامعۃ المبشرین میں داخل ہو کر دینی تعلیم کو حاصل کریں۔ اور پھر دوبارہ اس پیاس سے بلبلاتی دنیا کو چشمہ محمدی سے سیراب کریں۔ آمین

اس وقت جامعۃ المبشرین جلسہ سالانہ کے لنگر خانہ میں ہے۔ اور اسی میں ہی جامعہ کا بورڈنگ بھی ہے۔ یہ عمارت اس گرانقدر ادارہ کے لئے قطعاً موزوں نہیں ہے۔ طلبہ کو برآمدوں میں بیٹھ کر پڑھنا پڑھتا ہے۔ اور ان کو ہر دم دھوپ اور بارش کا فکر ستائے رکھتا ہے۔ جو ان کی توجہ کو پڑھائی کی طرف سے ہٹائے رکھتا ہے یہ تمام حالات میں نے جماعت کے دوستوں کے سامنے اس لئے رکھے ہیں۔ تا ان کو احساس ہو۔ کہ ان طلبہ و اساتذہ کو کم از کم ایسی عمارت تو دی جائے۔ جس میں طلباء اطمینان سے اور پوری توجہ سے پڑھائی کو جاری رکھ سکیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ نوازش اس ادارہ کو اجازت دیدی ہے کہ وہ جماعت کے لوگوں سے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپیہ عمارت کے لئے جمع کریں۔

اب جامعہ میں چھٹیاں ہو رہی ہیں۔ اساتذہ کرام و طلباء کے مختلف وفود جماعتوں کی طرف بھیجے جا رہے ہیں میں احباب سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس چندہ میں حصہ لیں اور ان سے کامل تعاون کریں اور میں ان احباب سے بھی درخواست کرتا ہوں جن کے پاس ہمارے وفود کسی وجہ سے نہ پہنچ سکیں۔ وہ ان کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ اپنے چندوں کو "تعمیر جامعۃ المبشرین امانت تحریک جدید ممبر ۱۱۴ ربوہ ضلع جھنگ" کے پتہ پر جلد از جلد روانہ کریں تا عمارت کے کام میں رخنہ نہ ہو۔ اور جلد از جلد عمارت کے کام پورا کر کے خدا تعالیٰ کے اس اہم فریضہ تبلیغ کو باحسن وجوہ سر انجام دیا جا سکے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ واللہ یقبض ویبصط والیہ ترجعون پارہ دوم رکوع ۱۶۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کو کئی گنا زیادہ کر کے لوٹاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رزق کو تنگ اور کشادہ کرنے والا ہے اور اُس کی طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔

یہ جماعت کے لئے ایک موقعہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دیں۔ تا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور آپ کے اموال میں برکت دے۔ آمین۔

نفع مند کام

میرے اشتہار کے سلسلہ میں جن دوستوں نے نفع مند کام پر روپیہ لگانے کی پیشکش کی تھی۔ ان میں سے بعض کو لکھا گیا تھا۔ کہ وہ روپیہ جلد بھیجدیں۔ اب بذریعہ اشتہار ہذا ان کو اطلاع دیجاتی ہے کہ انکی طرف سے ۲۰ جون ۱۹۵۲ء تک روپیہ آجانا چاہیئے ورنہ ہم اور انتظام کر لیں گے۔
(ناظر بیت المال)

ضبطِ نفس، ثابت قدمی اور استقلال کے اعلیٰ اصولوں کو مشعلِ راہ بنائیے

قوم کے نام عزت مآب غلام محمدؐ گورنر جنرل کا پیغامِ عید

کراچی ۲۳ جون:- گورنر جنرل عزت مآب غلام محمدؐ نے قوم کے نام عید کا پیغام دیتے ہوئے اہل پاکستان پر زور دیا ہے۔ کہ وہ ضبطِ نفس۔ ثابت قدمی اور استقلال کے اعلیٰ اصولوں پر عمل پیرا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ روزہ فاقے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ نام ہے نفس اور اس کی خواہشات کو دبانے اور ان پر قابو پانے کا اور یہی وہ زریں اصول ہیں جن کو اپنا کر اور جن پر کما حقہٗ عمل کر کے کوئی قوم شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکتی ہے۔ ان کے بغیر کسی متمدن اور مہذب ملک کا پھلنا پھولنا اور ترقی کے منازل طے کرنا بہت مشکل ہے۔ گورنر جنرل نے آگے چل کر اپنے پیغام میں مزید فرمایا ہے۔ کہ ترقی کرنے والی قوموں کے لئے ارادے کی پختگی اور بلند ہمتی بھی لازمی چیز ہے۔ اس سے مصائب و آلام کے برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اعلیٰ اخلاقی قدروں اور اعمال صالح سے بہتر قوموں کے لئے اور کوئی راہ عمل نہیں ——— جن لوگوں نے صبر و استقلال کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ انہوں نے روزے کے اصل مفہوم کو نہیں سمجھا۔ پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے پیغام میں فرمایا ہے۔ پاکستان ایک نیا ملک ہے ہمارے لئے ترقی کی بہت سی شاہراہیں کھلی ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم میں سے بعض لوگ پرانے رسم و رواج کے پابند ہیں۔ وہ جلد بازی۔ غصے اور عدم رواداری سے ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ جو ہرگز پسندیدہ نہیں۔ بایں ہمہ مجھے اپنی قوم پر پورا بھروسہ ہے۔ کہ وہ ان تمام امور کا خیال رکھتے ہوئے ضبطِ نفس، ثابت قدمی اور استقلال اور رواداری کے اصولوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیگی۔ اور اس طرح ترقی کے منازل جلد جلد طے کر کے دنیا کی قوموں میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کرے گی۔

عید کا چاند

کراچی ۲۳ جون:- ریڈیو پاکستان کراچی کی پہلی اطلاع کے مطابق آج صرف ڈھاکہ اور دیناج پور میں عید کا چاند دیکھا گیا۔ کراچی۔ لاہور اور راولپنڈی میں کوشش کے باوجود چاند نظر نہ آسکا۔ بعد میں ساڑھے آٹھ بجے شب کے قریب ریڈیو پاکستان لاہور نے رویت ہلال کمیٹی لاہور کے حوالہ سے اعلان کیا کہ "آج لاہور میں عید کا چاند ہو گیا ہے"۔ چنانچہ کل لاہور میں نماز عید ادا کی جائے گی۔"

محترمہ فاطمہ جناح کا پیغامِ عید

کراچی ۲۳ جون:- محترمہ فاطمہ جناح نے قوم کے نام عید کا پیغام دیتے ہوئے قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دینے کی تلقین کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلامی اصولوں کی برتری کے لئے زندگی کو وقف کر دیں مجھے امید ہے۔ کہ وہ قوم میں نئی روح پھونکنے کے لئے مستقل مزاجی سے کام کرتے رہیں گے۔ ضبط نفس مصمم ارادے اور جذبہ ایثار کے آگے کوئی کام بھی مشکل نہیں:-

پنجاب کے بعض اضلاع میں احراری لیڈروں کی گرفتاریاں

فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کا الزام

لاہور ۲۳ جون:- سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کی اطلاع کے مطابق گذشتہ دو دن میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی بنا پر سرگودھا۔ گجرات اور گوجرانوالہ میں ۳۳ احراری لیڈروں اور کارکنوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی زیرِ ہدایت دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ پنجاب کے تمام اضلاع میں ایسے پبلک جلسوں اور جلوسوں پر پابندی لگانے کی غرض سے کیا گیا تھا جن کا مقصد فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دینا اور اس طرح امن عامہ میں خلل ڈالنا ہو۔

گجرات میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں احرار لیڈروں نے قابل اعتراض تقریریں کیں اور ایسی قراردادیں بھی منظور کیں۔ جو فرقہ وارانہ امن میں خلل ڈالنے والی تھی۔ چنانچہ اتوار کے روز تین احرار کو گرفتار کر لیا گیا۔ جن میں حاجی محمدؐ سرور اور سید عنایت اللہ شاہ بخاری شامل ہیں۔

سرگودھا میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں ہفتے کے روز پندرہ اشخاص کو گرفتار کیا گیا تھا۔ گرفتار شدگان میں مسٹر عبدالرشید اشک ایڈیٹر اخبار "شعلہ" مولوی صالح محمدؐ اور مولوی محمدؐ شفیع کے نام بھی شامل ہیں۔ یہ گرفتاریاں اس لئے عمل میں لائی گئیں کہ ہفتہ کے روز احرار کارکنوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسجد میں پبلک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں احرار لیڈروں نے قابل اعتراض تقاریر کیں۔

گوجرانوالہ سے بھی پندرہ گرفتاریوں کی اطلاع ملی ہے۔ یہ گرفتاریاں بھی دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی بنا پر عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان میں صاحبزادہ فیض الحسن اور مولوی عبدالواحد بھی شامل ہیں۔

مذکورہ اضلاع سے اتوار کی رات تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق کوئی مزید گڑبڑ نہیں ہوئی اور صورت حال پوری طرح قابو میں ہے۔

وزیر اعلیٰ کے حکم کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ تاحکم ثانی جلسوں اور جلوسوں پر*

* پابندی لگانے یا اجازت دینے کا اپنی مرضی سے خود فیصلہ کریں۔ انہیں یہ بھی ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ جمعہ کے اجتماعوں پر بھی نگاہ رکھیں۔ کہ جنہیں بعض خطیب فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں مجسٹریٹوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا تھا۔ کہ وہ معمولی یا ہنگامی قوانین کے تحت انسدادی کارروائی عمل میں لا سکیں۔ (بحوالہ آفاق لاہور)

شاہ طلال روبصحت ہیں

قاہرہ کے اخبار "المصری" کی اطلاع

قاہرہ ۲۳ جون:- قاہرہ کے اخبار "المصری" نے لکھا ہے کہ اردن کے شاہ طلال روبصحت ہیں۔ اور وہ بالکل خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ اخبار مذکور کے نامہ نگار نے ابھی حال ہی میں شاہ طلال سے پون گھنٹہ ملاقات کی تھی۔ اس کا کہنا ہے۔ کہ شاہ طلال کے طرز عمل یا گفتگو کے انداز سے قطعاً معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ بیمار ہیں۔ یا کسی ذہنی الجھن میں مبتلا ہیں۔

حلقہ سنت نگر لاہور میں ختم درس القرآن پر اجتماعی دُعا

لاہور ۲۳ جون:- کل شام حلقہ سنت نگر لاہور میں درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا کا اہتمام کیا گیا۔ جو مکرم عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کرائی۔ آخری دس سورتوں کا درس بھی آپ ہی نے دیا۔ اس سے قبل ماہ رمضان کے مبارک ایام میں صوفی محمد اسحق صاحب مبلغ سیرالیون باقاعدگی سے قرآن پاک کا درس دیتے رہے۔ دعا سے قبل برکت اللہ صاحب زعیم حلقہ نے دعا کی تحریک کرتے ہوئے اہم جماعتی ضروریات کو پورا کرنے والی دعاؤں سے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا نوٹ الفضل میں سے پڑھ کر سنایا نیز حلقہ کے مخلص کارکنوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخری سورتوں کے درس اور اجتماعی دعاؤں میں حلقہ کے خدام اور انصار کے علاوہ دوسرے حلقوں کے احباب بھی بکثرت شریک ہوئے۔ نیز لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بھی کثیر تعداد میں تشریف لائی ہوئی تھیں تمام احباب نے یہیں روزہ افطار کیا اور نماز مغرب ادا کرنے کے بعد یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ درس قرآن مجید کے علاوہ حلقہ میں نماز تراویح کا بھی انتظام تھا۔ جو مکرم صوفی عطا محمد صاحب ۔۔۔ جناب ۔۔۔ الدین صاحب نے روزانہ نماز فجر کے بعد کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس بھی جاری رکھا۔ نیز رمضان کے ایام میں صدر حلقہ چوہدری

مسجد احمدیہ لاہور میں درس القرآن اور اجتماعی دعا

لاہور ۲۳ جون:- آج شام کو چھ بجے قرآن کریم کا درس ختم ہونے پر مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں مکرم مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قریباً ۲۰ منٹ تک پُرسوز اور رقت آمیز دعا کرائی اس بابرکت اجتماع میں جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب شریک ہوئے۔ رمضان کے بابرکت ایام میں روزانہ نماز ظہر اور عصر کے درمیان مولوی صاحب موصوف قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ جو آج انتیسویں روزے کو ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

حسب معمول اس سال بھی مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں نماز تراویح کا انتظام کیا گیا تھا جو حافظ مکرم حافظ عبدالرشید صاحب نے پڑھائیں۔ اس سال ماہ رمضان میں لاہور کے متعدد حلقوں میں سے دہلی دروازہ دہلی دروازہ، باغبانپورہ، سنت نگر، دھرم پورہ۔ ماڈل ٹاؤن۔ اسلامیہ پارک۔ بھاٹی دروازہ اور سلطان پورہ میں قرآن مجید کا درس مکمل کیا گیا۔

آزاد کشمیر میں تعلیمی ترقی کی رفتار

مظفرآباد ۲۳ جون:- حکومت آزاد کشمیر اپنی سالانہ آمد کا ایک تہائی حصہ تعلیم پر خرچ کر رہی ہے۔ چنانچہ ریاست میں ہر تیسرے میل پر ایک پرائمری سکول کھولا جا چکا ہے۔ ریڈیو پاکستان کے نمائندے کا کہنا ہے۔ کہ اس لحاظ سے آزاد کشمیر کو دنیا کے ترقی یافتہ علاقوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ پرائمری سکولوں کی تعداد ۱۹۴۷ء کی نسبت اب وہاں تین گنا ہو گئی ہے۔ لڑکوں کے سکولوں کی تعداد قریباً ۷۰۰ اور لڑکیوں کے سکولوں کی تعداد ۱۷۰ ہو گئی ہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد سے اب تک ۲۱ ہائی سکول اور ۳ کالج قائم ہو چکے ہیں۔